ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۴ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

۲۵ پیسے

ربِّ کعبہ کا لُطفِ عام

مولٰینا ظفر علی خاں مرحوم

گجردم آج مستوں کو یہ جاں پرور پیام آیا — کہ تم سب جس کے متوالے ہو گردش میں وہ جام آیا
قبائے ملّتِ بیضا کو جن تکموں کی حاجت تھی — شہیدوں کے لہو کا قطرہ قطرہ اُن کے کام آیا
خُدا کے تخت سے ٹکرائیں مظلوموں کی فریادیں — ستم کی رُوح کانپ اُٹھی کہ وقتِ انتقام آیا
سواری راہ نوردِ منزلِ اسریٰ کی جب نکلی — تو جبریلِ امیں تھامے ہوئے اُس کی لگام آیا
مرتّب آپ کی جس کی ہر اک شق ربِّ اکبر نے — پیمبر عرش سے لے کر وہ دستوری نظام آیا
جُھکا دیں گردنیں فرطِ ادب سے کج کُلاہوں نے — زباں پر جب عرب کے ساربانزادوں کا نام آیا

رسُول اللہ سے از بسکہ نسبت خاص ہے ان کو
مسلمانوں کے حصّہ میں خدا کا لُطفِ عام آیا

الوداع اے ماہِ رمضان

الوداع اے ماہِ رمضاں الوداع — الوداع اے بزمِ قرآں الوداع
تو نے بیماروں کو بخشی ہے شفا — جامِ صحت، جامِ عرفاں الوداع
آج خُوش ہیں عاملانِ قولِ زور — پر ہیں افسُردہ مسلماں الوداع
تیری برکت سے فزوں تر کائنات — اے مہِ رحمت و غفراں الوداع
تُو نے روشن کی ہے دُنیائے نظر — اے سراپا نُورِ ایماں الوداع
ہے جُدائی میں تری دلِ بے قرار — دلبرِ قلبِ پریشاں الوداع

خالقِ قرآں کی چشمِ دین و علم
الوداع اے ماہِ قرآں الوداع

ڈاکٹر خالق بھٹی - جہلم

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵
جلد ۶ | ۷ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۴۶

بھارت کی سیاست

ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم کسی ملک کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کریں۔ مگر ہم دنیا میں رہتے ہیں۔ دنیا والوں کے حالات سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ خاص کر اپنے پڑوسی ممالک سے واقف ہونا اور اپنے ہم وطن بھائیوں کو واقف کرنا ایک نہایت ضروری امر ہے۔ پھر پاکستان اور بھارت کے جغرافیائی اور مذہبی امور ایسے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے کسی طرح علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ان کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے آج ہم بھارتی سیاست پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ پنڈت نہرو ایک اچھا سیاستدان، تاریخ دان اور اور فلسفۂ ملل و اقوام کا رازدان ہے۔ اور اس نے بڑی حد تک ملک میں ہر دلعزیز راج قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور پاکستان، افغانستان، روس و امریکہ کے پیچیدہ مسائل کی الجھنوں سے بھی وہ اب تک عہدہ برآ ہوتا چلا آرہا ہے۔ جب ہم نے امریکہ سے دفاعی معاہدہ کیا تو نہرو نے روسی صدر بلگانن وغیرہ کو دہلی میں خوش آمدید کہا۔ یہ ایک فطری امر تھا۔ مگر باوجود اس کے امریکہ سے پوری امداد حاصل کرتے رہنا نہرو کی سیاستدانی یا امریکہ کی دوربینی پر مبنی تھا کشمیر کے مسئلہ میں جب اقوام متحدہ پاکستان کے حق میں فیصلہ کرنے لگا۔ تو روس نے حق تنسیخ استعمال کر کے بھارت اور روس کی دوستی اور اشتراکِ عمل کی پوری تصدیق کر دی۔ نہرو نے روس کے اس قرب کو ہمارے دفاعی اقدامات کو بے اثر کرنے کے لئے استعمال کیا۔

افغانستان سے اس کا رشتہ بھی اسی سیاست پر مبنی تھا۔ اس کے ساتھ ہی پینتیس کروڑ آبادی والے بھارت کا یہ سیاسی وزیراعظم ایشیا اور خاص کر مشرقی ایشیا کا لیڈر بننا چاہتا تھا۔ اور اس کو یہ حق حاصل تھا۔ اور ہر شخص کو حاصل ہے۔ اور نہرو میں صلاحیتیں بھی تھیں چنانچہ اس نے جمال عبدالناصر سے تعلقات بڑھا کر افریقہ اور اسلامی ممالک میں رسوخ پیدا کیا۔ افغانستان سے معاہدے کئے۔ لنکا، برما وغیرہ میں پہلے سے ہی اس کی عزت کی جاتی تھی۔ انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو نے بھی بڑی حد تک اس کو قابل جانا۔

لیکن ان سب سے زیادہ کام نہرو کی پوزیشن کے سلسلہ میں امریکہ نے کیا کہ پاکستان سے دفاعی معاہدات کے باوجود اس نے بھارت کو دوستی کا یقین دلایا اور یہاں تک تصریح کی کہ امریکی امداد جو پاکستان کو دی جا رہی ہے وہ بھارت کے خلاف استعمال نہیں کی جائے گی۔ اس سے بڑھ کر ایسی باتیں بھی کہی گئیں کہ پاکستان اور بھارت کی جنگ میں امریکہ غیر جانبدار رہیگا۔

ایسی باتوں نے نہرو کی سیاست کو بلند اور ہمارے پرانے وزراء کو رسوا کر دیا۔ جو آپس کی خانہ جنگیوں سے فارغ نہ تھے۔ اس وقت تک بھارت امریکہ سے بھاری امداد لینے کے باوجود مغربی سامراج کے خلاف معلوم ہو رہا تھا۔ اور مسلم دنیا کا بڑا حصّہ بھی اس کے ہمنوا تھا اس نے عربوں میں بھی اچھا خاصا نام پیدا کیا۔

مگر پاکستان میں فوجی انقلاب کے بعد بھارت کی سیاست کسی متعیّن رُخ پر قائم نہیں رہ سکی۔ ہمارے صدر کے مشترکہ دفاع کے اصرار کے باوجود انکار کر کے مسٹر نہرو نے بڑی حد تک اپنے استقلال کا ثبوت دیا۔ مگر چند ہی دنوں میں چین کے بھوت نے اُسے پریشان کر دیا۔ اس کے بعد بھارت کی سیاست اور ذہنیت ہمارے لئے ناقابلِ فہم ہو گئی۔

(۱) وہ سامراج دشمنی کا اظہار اب بھی کرتا ہے۔ مگر لنڈن اور واشنگٹن سے تعلقات کو بڑھانے کی مساعی بھی جاری ہیں۔

(۲) وہ چین سے سرحدی نزاعات و مشاجرات میں کسی طرح متفق نہیں ہو سکتا۔ مگر روسی سفیر دہلی میں اب بھی کشمیر کے مسئلہ میں اس کی حمایت کا اعلان کرتا ہے۔

(۳) وہ روس سے سابقہ تعلقات قائم رکھے ہوئے ہے۔ مگر امریکہ کی دوستی کا احساس بھارت میں بڑھتا جا رہا ہے اور امریکہ بھی غیر معمولی امداد کے لئے بازو پھیلائے ہوئے ہے۔

(۴) وہ مصر کے جمال ناصر سے مل کر افریشیائی سیاست کے شطرنج میں جیتنا چاہتا ہے۔ مگر دونوں کے راستے آہستہ آہستہ الگ ہو رہے ہیں۔ جمال عبدالناصر کانگو سے فوج واپس بلاتا ہے اور نہرو اور فوج بھیجتا ہے۔

(۵) نہرو کانگو کے لوممبا کے قتل پر افسوس کرتا ہے مگر بقول روس کے لوممبا کے قتل کی ذمہ داری اگر ہمرل شولڈ پر ہے تو اس کے قائمقام اقوام متحدہ کی کارروائیوں کا ذمہ دار بھارت کا راجیشور دیال ہے۔

(۶) لومبا کے قتل کے بعد نہرو اعلان کرتا ہے کہ بھارت غنڈوں کو من مانی کارروائیاں کرنے کے لئے اپنی فوج نہیں بھیجتا۔ مگر بہت جلد پارلیمانی مشورہ کے بعد فوج بھیجنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

(۷) ہمارے دفاعی معاہدوں کے مقابلہ میں بھارت روس کو اپنا حلیف بنانے یا سمجھنے میں جرأت مندانہ اظہار کر سکتا تھا لیکن صدر ایوب کے دوروں اور روس سے تیل کے سلسلہ میں سمجھوتے کے بعد اسکی گنجائش کم ہو گئی ہے۔ اگر پاکستان روس کا مخالف نہیں ہے تو روس کو کیا پڑی ہے کہ دوسروں کے معاملہ میں ٹانگ اڑائے۔

(۸) صدر ایوب کے (باقی صلا پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نفل روزہ کا ثواب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا مُتَّفَقٌ علیہ۔

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزہ رکھے خدا کی راہ میں ایک دن کا۔ دور رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو ستر برس کی راہ پر دوزخ سے۔

پیر اور جمعہ کے روزوں کا بیان

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ رواہ الترمذی والنسائی۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے!

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَ اَنَا صَائِمٌ۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیش کئے جاتے ہیں (خدا کے دربار میں)، اعمال پیر اور جمعرات کے دن پس میں پسند کرتا ہوں اس کو کہ میرے اعمال پیش کئے جائیں اور میں روزہ سے ہوں۔

ایام بیض کے روزوں کا بیان

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَا اَبَاذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھْرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ وَ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ وَ خَمْسَ عَشَرَۃَ رواہ الترمذی والنسائی۔

ترجمہ:- حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذرؓ جبکہ روزے رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے۔ تو روزے رکھ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو۔

حضورؐ کے نفل روزوں کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَصُوْمُ مِنْ غُرَّۃِ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَ قَلَّمَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ اِلٰی ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ۔

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کبھی) روزہ رکھتے ہر مہینہ کے شروع میں تین دن۔ اور بہت کم ایسا ہوتا کہ جمعہ کے دن روزہ نہ رکھتے۔

ہمیشہ روزے نہ رکھو

عَنْ مُسْلِمِ الْقُرَشِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَنْ صِیَامِ الدَّھْرِ قَالَ اِنَّ لِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَ الَّذِیْ یَلِیْہِ وَ کُلَّ اَرْبَعَاءِ وَ خَمِیْسٍ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ رواہ ابوداؤد و الترمذی۔

ترجمہ:- حضرت مسلم قرشیؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزے رکھنے کی بابت میں نے پوچھا یا اور کسی نے تو آپؐ نے فرمایا۔ تجھ پر تیرے گھر والوں کا بھی حق ہے۔ تو رمضان کے روزے رکھ اور رمضان کے بعد کے چھ روزے۔ اور ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ (ان روزوں کے رکھنے سے، گویا کہ تو نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

......

عرفہ کے دن روزہ کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ نَھٰی عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ بِعَرَفَۃَ۔ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میدان عرفہ میں عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

نفل روزہ کا ثواب

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:- حضرت ابوامامہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص روزہ رکھے خدا کے لئے ایک دن کا۔ تو کر دیتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق، جیسی کہ زمین اور آسمان کے درمیان خندق ہے۔

نفل روزوں کا بیان

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَصُوْمُ مِنَ الشَّھْرِ السَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَ الْاِثْنَیْنِ وَ مِنَ الشَّھْرِ الْاٰخَرِ الثُّلٰثَاءَ وَ الْاَرْبَعَاءَ وَ الْخَمِیْسَ۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار اور پیر کے روزے رکھتے تھے اور دوسرے مہینہ منگل بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔ (ترمذی)

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۹ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ر مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں

ایمان اور اسلام کے معنی

عن عمرؓ بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذات یوم اذا طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یریٰ علیہ اثر السفر و لا یعرفہ منا احد حتّٰی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ و وضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشہد ان لاّ الٰہ الاّ اللہ و ان محمدا رسول اللہ و تقیم الصلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجبنا لہٗ یسألہ و یصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسولہٖ والیوم الاٰخر و تؤمن بالقدر خیرہٖ و شرّہٖ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانّک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل قال فاخبرنی عن امارتہا قال ان تلد الامۃ ربتہا و ان تری الحفاۃ العراۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبث ملیا۔ ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا ایک وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک شخص ہم پر ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑوں والا، نہایت سیاہ بالوں والا۔ اس پر کوئی سفر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ (یعنی مسافر معلوم نہیں ہوتا تھا۔) اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ (یعنی مقامی بھی معلوم نہیں ہوتا)، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ مِلا دیئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیں۔ اور فرمایا۔ اے محمدؐ! مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے۔ (یعنی کن کاموں کے کرنے کا نام اسلام ہے۔) آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اِس بات کی، کہ ایک اللہ کے سِوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز قائم کرے۔ (یعنی ہمیشہ نماز پڑھتا رہے)، اور تو زکوٰۃ دے۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے۔ اور تو حج بیت اللہ کا کرے اگر تمہیں توفیق ہو راستے کے اخراجات کی۔ اس نووارد نے فرمایا۔ آپؐ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ پس ہم نے اس کا تعجب کیا۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خود پوچھتا ہے۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ سے سوال کرنے سے پہلے یہ شخص اسلام کے معنی سے واقف نہیں ہے۔ اور پھر جب آپ کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ آپؐ نے ٹھیک فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسے اسلام کے معنی معلوم تھے۔) اس کے بعد فرمایا۔ مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر لائے۔ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور اس بات پر ایمان لائے کہ تقدیر اچھی ہو یا بری سب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کہا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ کہا۔ کہ مجھے احسان کا مطلب سمجھایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اس طرح۔ گویا کہ تو اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا۔ پس تحقیق وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر کہا۔ کہ مجھے یہ بتلایئے کہ قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں ہے وہ شخص زیادہ جاننے والا سائل سے۔ کہا۔ کہ مجھے قیامت کی علامتوں کی خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کی علامت یہ ہے۔ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔ (یعنی ماں کی حیثیت لونڈی کی سی ہو جائے گی۔ یعنی خدمتگذار۔ اور بیٹیوں کی حیثیت گھر کی مالکہ کی طرح ہو جائے گی۔ الخ۔ پھر کافی دیر کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ! آیا تو سوالات کرنے والے کو جانتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ (تعالےٰ) اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس تحقیق جبرئیل علیہ السّلام تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزہ رکھنے والوں کو خوشخبری

پہلی حدیث

عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منھا باب یسمی الریان لایدخلہ الا الصائمون - متفق علیہ -

ترجمہ:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک کا نام ریان ہے اس دروازہ سے اور کوئی نہیں داخل ہو گا۔ مگر روزے دار۔

روزے داروں

کے لئے کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ان کے لئے بہشت میں داخل ہونے کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

دوسری حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفر لہٗ ما تقدم من ذنبہ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور ثواب لینے کی خاطر اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان تھا اور طلب ثواب کی خاطر قیام کیا۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر میں قیام کیا درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کیا۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

کتنا بدنصیب

ہے۔ وہ مسلمان جو رمضان شریف ہیں دن کو روزہ نہ رکھے۔ اور رات کو قیام نہ کرے۔

اور کتنے خوش نصیب

ہیں وہ مسلمان۔ جو دن کو روزہ رکھیں اور رات کو قیام کریں۔ اور گزشتہ سب گناہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے معاف کرالیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

تیسری حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی و انا اجزی بہ یدع شھوتہ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربہ و لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک و الصیام جنۃ و اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے اس طرح کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو (۷۰۰) گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار اپنی خواہشات کو اور اپنے کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ اور البتہ روزہ دار کے مونہہ کی بو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی ایک کا روزے کا دن ہو تو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور نہ شور کرے۔ پس اگر اس شخص کو کوئی گالیاں بھی دے یا اس سے لڑے۔ تو ضرور یہ کہے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

چوتھی حدیث

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال الصیام و القرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام و الشھوات بالنھار فشفعنی فیہ و یقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:- حضرت عبد اللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے دونوں .... شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے اللہ! میں نے اسے کھانے اور دوسری خواہشات پوری کرنے سے دن کو روکا تھا۔ پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا۔ میں نے اس کو رات کو سونے سے منع کیا تھا۔ پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعتیں قبول فرمائی جائینگی۔

پانچویں حدیث

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ قال یغفر لامتہ فی آخر لیلۃ فی رمضان قیل یارسول اللہ اھی لیلۃ القدر قال لا و لکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ۔ رواہ احمد۔

ترجمہ:- حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ تحقیق آپ نے فرمایا۔ آپ کی ساری امت کو بخشا جاتا ہے رمضان کی آخری رات میں۔ کہا گیا۔ یا رسول اللہ! کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہے آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن کام کرنے والے کو اجر دے دیا جاتا ہے۔

جب وہ اپنا کام پورا کر دیتا ہے۔

کن لوگوں کا روزہ قبول نہیں ہوتا

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ رواہ البخاری۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑ دیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایسے روزہ داروں کی خداتعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قدر وقیمت نہیں۔ جو روزہ دار ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے گریز کریں۔ اور جھوٹ بولنے سے پرہیز نہ کریں۔ اللّٰھم اعذنا من ھذا المرض۔

حالت سفر میں اپنی جان کو تکلیف میں ڈال کر روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے

عن جابرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فرای زحاما و رجلا و ظلل علیہ فقال ما ھذا قالوا صائم فقال لیس من البر الصوم فی السفر۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ پس آپ نے آدمیوں کا ایک جگہ ایک بڑا مجمع دیکھا۔ اور ایک آدمی پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ مجمع کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ایک روزہ دار پر کھڑے ہیں۔ (غالباً روزہ کے باعث بیہوش ہو گا۔ یا کوئی اور تکلیف اسے ہو گی) آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (یعنی جب روزہ رکھنے اور نباہنے کی توفیق نہ ہو۔ تو آدمی روزہ ہی کیوں رکھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت پر عمل کرے اور گھر جا کر رکھ لے)۔

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا آپ کا مذہبی وملی اور دینی فریضہ ہے۔ اپنے عزیز و اقارب اور احباب کو اس کے پڑھنے کی تلقین کریں۔

بقیہ اداریہ:

بھارت کی سیاست

(صہ ۳ سے آگے)

دوروں میں مسلم ممالک کے باہمی تعاون کے رجحانات سے بھی بھارت کے عزائم پر اوس پڑ سکتی ہے اور شاید یہی وجہ ہو کہ بھارت میں مسلم افریقی ممالک کے سلسلہ میں پرانی گرم جوشی کے مظاہرے کم ہو گئے ہیں۔

(۹) اندرون ملک فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام کا زیادہ تر انحصار موجودہ وزیر اعظم پر ہے۔ مگر اسی کے دور میں جبل پور جیسے فسادات کا ہو جانا بلکہ چند سالوں سے اس کا تسلسل قائم رہنا ناقابل فہم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ملکی تقسیم مذہب کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ مگر معاہدات اور ملکی قوانین کی رو سے کسی ملک کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی رعایا کی اقلیت کو ستائے یا ملک سے چلے جانے پر مجبور کرے۔ مہاسبائی ہندو روز اول سے یہ راگ الاپتے آئے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنا حصہ پاکستان مل چکا ہے۔ ان کو یا تو پاکستان چلا جانا چاہیئے۔ یا ہندو بن کر یہاں رہنا چاہیئے۔

مگر کسی سیکولر دہر دلعزیز اور لادین حکومت کو یہ بات کہنی چاہیئے اور نہ ہی ایسی بات کہنے کی اجازت دینی چاہیئے۔ اگر اس طرح کی کھلی چھٹی دیدی گئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں کو ستانے اور قتل کرنے کی واحد وجہ پاکستان کا وجود ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر پاکستانی مسلمان کس طرح اپنے تین کروڑ بھائیوں کی ناقابل بیان مصائب سے چشم پوشی اختیار کر لیں۔ بلکہ اگر بھارتی مسلمانوں کا قصور صرف ان کا اسلام ہے تو پھر بھارتی سورماؤں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پاکستان سے الجزائر تک اور انڈونیشیا سے الجزائر تک کے مسلمانوں پر بھارتی مسلمانوں کی امداد فرض ہو جائے گی اور اس کو کوئی شخص بھی بھارت کا داخلی معاملہ نہیں کہہ سکے گا۔

(۱۰) چین سے بھارت کی ان بن اب کوئی راز کی بات نہیں رہی اور روس وچین میں چولی دامن کا ساتھ ہے اسلئے بھی بھارت اگر روس سے اب زیادہ توقعات وابستہ نہ کرے تو اس کو ایسا کرنے کا حق ہے۔ اگرچہ روس اور چین کے مناقشات کی اطلاعات بھی آتی رہتی ہیں۔ مگر بحیثیت کمیونسٹ ممالک کے وہ آپس میں اتنے دور نہیں ہو سکتے کہ مغرب کے مقابلہ میں متحد نہ ہو سکیں۔ یہ امر بھی بھارت کی سابقہ سیاست پر اثر انداز ہو رہا ہے۔

(۱۱) اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ بھارت کے ساتھ چین جو کھیل کھیل رہا ہے اس میں روس کا کوئی دخل ہے۔ یا نہیں۔ مگر روس نے چین کے خلاف ان معاملات میں اب تک ایک حرف تک کہنے سے گریز کیا ہے۔ پھر بھارت اور چین کی آویزش میں بھارت روس کی مادی امداد کی امید کیسے رکھ سکتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ اسکی سیاست کا رخ اپنا قبلہ بدل دے لیکن یہ باتیں یکدم نہیں ہؤا کرتیں۔

(۱۲) اگر بھارت کو اپنے پیش آمدہ حالات میں امریکہ کی طرف نگاہ کرنے کی ضرورت پڑی ہو تو پاکستان نے بھی اس غلط فہمی کو دور کر دیا ہے کہ امریکہ سے ہمارے معاہدات روس دشمنی پر مبنی نہیں اور ہمارے اور روس کے تعلقات دن بدن بہتر ہونے چلے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارے دفاعی معاہدوں کے بعد روسی سربراہوں کے دوروں کی سیاست پر بھی اچھا خاصا اثر پڑ سکتا ہے۔

(۱۳) غالباً اسی قسم کے واقعات و انقلابات کی وجہ سے بھارت میں تیسرے گروپ کی بحث کمزور پڑ گئی ہے۔ اس بحث کی زیادہ دلچسپی بھارت سے اب مصر اور افریقہ کو منتقل ہو گئی ہے افریشیائی گروپ، یا افریقی گروپ یا افریقی کمان کا قیام وغیرہ مباحث اب وہاں ہؤا کرتے ہیں۔

بہرحال بھارت کی موجودہ سیاست نازک دور سے گزر رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پاکستان یا چین سے تصادم سے بچنا نہرو کی کامیاب سیاست کا ایک نمونہ ہے۔ لیکن بین الاقوامی طور پر حالات اب دگرگوں ہیں۔

نماز قائم کرو

پروفیسر محمد سرور

برِّ اعظم افریقہ میں اسلام کا مستقبل

امریکہ کے کثیر الاشاعت ہفت روزہ اخبار "ٹائم" میں ایک امریکی کا خط چھپا ہے۔ جس میں مکتوب نگار لکھتا ہے کہ کانگو میں اقوام متحدہ کی ناکامی کی وجہ سے عیسائیت وسط افریقہ میں سرد جنگ ہار چکی ہے۔ اور لومبا کے قتل نے ہوا کا رُخ بالکل بدل دیا ہے۔ اور اس کا سبب براعظم افریقہ میں فرانسیسی، بلجیمی اور برطانوی سامراج اتنا نہیں۔ جس قدر یورپیوں کی نسلی امتیاز کی پالیسی ہے۔ جنوبی افریقہ میں سفید فام آبادکار کالوں کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں۔ اور اب روڈیشیا میں گورے ہاری ہوئی لڑائی جس طرح لڑ رہے ہیں۔ ان چیزوں نے جہاں تک عیسائیت کا تعلق ہے۔ افریقہ کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا ہے۔

"ٹائم" کا یہ مکتوب نگار لکھتا ہے کہ اب دو مذہب ہیں۔ جن میں نسل اور رنگ کا امتیاز نہیں۔ ایک کارل مارکس کا مذہب اور دوسرا اسلام۔ اسلام میں شاہ اور غلام دونوں ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس میں نسل اور رنگ کا کوئی امتیاز نہیں۔

اس امریکی مکتوب نگار کی رائے ہے۔ کہ اب مغرب کے لئے دانشمندی یہ ہے۔ کہ وہ افریقہ میں اسلام کی مدد کرے۔ جس کے وہاں ہزاروں اور لاکھوں مبلغ ہیں اور جو اب تک بڑی سختی سے کمیونزم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

مغربی ملک اسلام کی مدد کریں یا نہ کریں۔ یا اسلام ان کی مدد لینے کو تیار ہوگا یا نہیں؟

اس سوال سے قطع نظر، واقعہ یہ ہے کہ افریقہ کی اُبھرتی ہوئی قومیت اور اس کے آزادی خواہ ملکوں میں عیسائیت کا مستقبل بڑا تاریک ہے۔ اور یورپی مشنریوں نے برِّ اعظم افریقہ میں جس قسم کی عیسائیت پھیلائی ہے وہ بڑی مشکل سے نو آزاد اور آزادی خواہ افریقی ملکوں کے عوام کی اُمنگوں کا ساتھ دے سکے گی۔ افریقیوں کے نزدیک آج عیسائیت اور نسلی امتیاز کالے اور گورے کی تمیز ایک چیز ہیں۔ انہیں باوجود اس کے کہ وہ عیسائی بھی ہو جائیں، سفید فام عیسائیوں کے ساتھ ایک گرجا میں عبادت کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ ان کے ساتھ ٹرین اور بس میں سفر نہیں کر سکتے۔ ان کے بچے گوروں کے بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ ان گورے عیسائیوں نے ان کی زرخیز زمینوں اور ان کی قدرتی و معدنی دولت پر قبضہ کر رکھا ہے جس سے وہ دست کش ہونے کو تیار نہیں یعنی افریقہ میں گورے اور کالے کی یہ کشمکش معاشی کشمکش ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ جب دو انسانی گروہوں میں معاشی کشمکش ہو۔ تو نہ مذہب کی اپیل کام کرتی ہے۔ اور نہ انسانیت، اور اخلاق کی۔

افریقی اور یورپی میں اس وقت جو کشمکش ہے۔ اس کا اصل سبب ایک افریقی کی زبان سے ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے:۔

"جب یہ یورپی آئے تھے تو ان کے پاس انجیل تھی اور ہمارے پاس زمینیں۔ اب ان کے پاس ہماری زمینیں ہیں۔ اور ہمارے پاس اُن کی انجیل۔"

افریقہ بیدار ہو گیا ہے۔ اور لومبا کے قتل کا جو ردِّ عمل ہوا۔ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ کانگو کی طرح پرتگال کو بھی اپنی مقبوضہ نو آبادیوں کو آزاد کرنا پڑے گا۔ نیز جنوبی افریقہ اور روڈیشیا وغیرہ میں سفید فام.... آبادکاروں کے خلاف کالے اٹھیں گے اور دونوں کے درمیان نسلی امتیاز کی بناء پر کشمکش تیز ہو گی۔ اور اس کی وجہ سے لامحالہ عیسائیت پر زد پڑیگی۔ اور اس کا مزید فروغ رُک جائیگا۔

یہ بات زیادہ دُور از قیاس نہیں۔ کہ اب افریقہ میں دو تحریکیں بڑے زور سے چلیں گی۔ ایک اسلام کی تحریک اور دوسری کمیونزم۔ کمیونزم کا زور معاشی مساوات پر زیادہ ہے اور اسلام کا انسانی مساوات پر۔ اس لئے اسلام میں رنگ، نسل، وطن اور ملک کی بناء پر ایک انسان اور دوسرے انسان میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ اور جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدم سب کا جدِّ اعلےٰ ہے۔

اسلام میں ایک دوسری چیز جو اسے کمیونزم سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام قومیتوں کا منکر نہیں۔ اور اس میں یہ ضروری نہیں۔ کہ جس طرح ہر ملک کے کمیونسٹ اپنے ملک کے باہر ماسکو یا پیکن کو سیاسی و نظریاتی مرکز اور مرجع اطاعت مانتے ہیں۔ اسی طرح ایک ملک کے مسلمان کسی دوسرے مسلمان ملک کو مرکز اور مرجع اطاعت مانیں۔ اور یہ چیز قومیت کی نفی کرتی ہے۔ اس کے ساتھ البتہ ایک ضروری چیز اور ہے اور وہ معاشیات میں ایک حد تک انصاف اور ہمواری کا اصول ہے۔ گو اسلام میں اصلاً یہ چیز موجود ہے لیکن گزشتہ صدیوں میں جب ہمارے ہاں شہنشاہی اور جاگیرداری کا دور دورہ رہا۔ یہ حقیقت مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ضرورت ہے کہ افریقہ میں اسلام اپنے اس معاشی انصاف اور معاشرتی ہمواری کے اصول کو از سرِ نو تازہ کرے اور وہ انسانی مساوات آزاد قومیت اور معاشی انصاف، و معاشرتی ہمواری کے اصولوں کو لے کر افریقہ میں پہنچے۔ اگر اس نے ایسا کر لیا تو برِّ اعظم افریقہ میں اسلام کا مستقبل بڑا شاندار ہو گا۔ آج جو مذہب افریقی قومیت، معاشی انصاف اور انسانی مساوات کا انکار کرتا ہے۔ اس کیلئے برِّ اعظم افریقہ کے دروازے بند ملیں گے۔ اور خوش قسمتی سے اسلام ان سب اصولوں پر مشتمل ہے خوش قسمتی سے اس وقت بھی برِّ اعظم افریقہ میں اسلام کے قدم بڑی اچھی طرح سے جمے ہوئے ہیں اور ڈیڑھ دو سو سال کی یورپی عیسائی مشنریوں کی تبلیغی کوششیں اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو زیادہ نقصان

نہیں پہنچا سکیں۔

خدا کے فضل سے سارا شمالی افریقہ مسلمان ہے۔ اور گو حکومتِ فرانس نے اربوں فرانک خرچ کر کے عربوں اور بربروں میں تفرقہ ڈالنے کی تبلیغی مہمیں چلائیں۔ اور آخرالذکر کو اسلام اور عربیت سے منحرف کرنا چاہا۔ لیکن وہ اس میں بُری طرح ناکام ہوئی۔ مراکش، الجزائر، ٹیونس اور لیبیا سو فیصدی مسلمان ملک ہیں۔ ادھر مصر و سوڈان کی غالب اکثریت مسلمان ہے۔

ابھی حال میں افریقہ میں جمہوریہ، سماریہ اور نائیجیریا آزاد ہوئے ہیں۔ اول الذکر تو خالصتاً مسلمان ملک ہے اور نائیجیریا میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اور اس کا موجودہ وزیر اعظم بھی مسلمان ہے۔ مغربی افریقہ میں بھی اسلام کا اچھا خاصا اثر ہے۔ اور آزاد ہونے والے ملکوں میں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔ اور تو اور برِاعظم افریقہ کی واحد عیسائی سلطنت ایبی سینیا جو صدیوں سے قائم ہے۔ اس میں بھی مسلمان چالیس فیصد سے کم نہیں۔

افریقہ میں اس وقت افریقی قومیّت کی تحریک بڑے زور سے اُٹھ رہی ہے اور لومبا کے معاملے میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح افریقی عوام میں اس کا ردِ عمل ہوا ہے۔ انہی دنوں مشرقی افریقہ کے ملک کینیا میں عام انتخابات ہوتے ہیں۔ جن میں افریقی قومیّت کی علمبردار پارٹیاں جیتی ہیں۔ اور اب ان کا مطالبہ ہے کہ وہ اس وقت تک وزارت قبول نہیں کریں گی۔ جب تک ان کے ایک افریقی لیڈر کو جسے برطانیہ نے جیل میں ڈال رکھا ہے رہا نہ کیا جائیگا۔ اس قومیّت کے ساتھ ساتھ یورپی عیسائیت اور یورپی آبادکاروں سے بیزاری اور نفرت بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس خلا کو صرف اسلام ہی پُر کر سکتا ہے۔ اور قاہرہ اور سوڈان کے دارالحکومت خرطوم سے اس کی کوششیں بھی ہو رہی ہیں۔ قاہرہ ریڈیو نے صوت الاسلام کا پروگرام اسی مقصد کے لئے شروع کیا ہے۔ اور خرطوم ریڈیو سے بھی عربی زبان میں "اے افریقہ جاگ" کے نغمے اکثر سننے میں آتے ہیں۔

ان حالات میں یہ بات زیادہ (۳ص)

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

عالمگیر اسلامی اجتماع کی تیاریاں

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط (پ۲ع۹)۔

ترجمہ: حج کے چند مہینے معلوم ہیں۔ پھر جس نے ان میں حج کو لازم کر لیا۔ تو عورت سے بے حجاب ہونا جائز نہیں اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانہ میں۔

یعنی شوال کے غرّہ سے لے کر بقرعید کی صبح یعنی ذی الحج کی دسویں رات تک اشہر حج ہے۔

دنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ اِلیَ اللہ کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور بطور ایک عبادت گاہ اور نشانِ ہدایت کے لئے بنایا گیا۔ وہ یہی کعبہ شریف ہے جو اس مبارک شہر مکہ معظمہ میں واقع ہوا ہے۔ حق تعالیٰ نے شروع ہی سے اس گھر کو ظاہری و باطنی، حِسّی و معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے۔ روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے اسی بیت مقدس کا ایک عکس اور پرتو سمجھنا چاہیئے۔

یہیں سے رسولِ الثّقلین کو اٹھایا مناسکِ حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی۔ عالمگیر مذہبِ اسلام کے پیروؤں کو مشرق و مغرب میں اِسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ اس کے طواف کرنے والوں پر عجیب و غریب برکات و انوار کا افاضہ فرمایا۔

انبیائے سابقین بھی حج ادا کرنے کے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے اور طرح طرح کی نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اسی سرزمین میں رکھ دیں۔ اس لئے ہر زمانہ میں مختلف مذاہب والے اس کی غیر معمولی تعظیم و احترام کرتے رہے۔ اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والے کو مامون سمجھا گیا۔ اس کے قریب مقامِ ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے۔ کہ یہاں حضرت ابراہیمؑ کے مبارک قدم آئے ہیں۔ اور اس کی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلا نکیر مسلّم چلی آ رہی ہے بتلاتی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا اور خدا کی قدرت سے اس پتھر میں حضرت ابراہیمؑ کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا۔ جو آج تک محفوظ چلا آتا ہے گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدّس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اسی امر کی ہے کہ یہ گھر طوفانِ نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیم کے پاک ہاتھوں سے ازسرِ نو تعمیر ہوا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے شریک کار رہے۔

اس پاک گھر میں جمالِ خداوندی کی خاص تجلّی ہے۔ جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے۔ جس کی ہر ادا اُس قادرِ مطلق اور محبوبِ برحق کے عشق و محبّت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے۔

پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیّت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیارِ محبوب میں حاضری دے اور دیوانہ وار وہاں کا چکّر لگائے اور جو مُدّعیِ محبّت اتنی تکلیف اٹھانے سے بھی انکار کرے

(۱ص) خلاف توقّع نہیں کہ جس طرح آج سے بارہ سو سال پہلے اسلام نے شمالی افریقہ اور مشرق قریب میں عیسائیت کو شکست دی تھی۔ اور یہ تمام علاقے جو اس وقت عیسائی تھے مسلمان ہو گئے تھے۔ اسی طرح اب برِّ اعظم افریقہ سے اسلام ہی کے ہاتھوں یورپی عیسائیت کو دیس نکالا ملے گا۔

سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے۔ اسے اختیار ہے جہاں چاہے دھکے کھاتا پھرے۔ خود محروم و مہجور رہے گا۔ اس محبوب حقیقی کو کسی کی کیا پروا ہے۔ کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس کا کیا بگڑتا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ (پ ۴ ع ۱)۔

لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اُس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اور جو نہ مانے تو پھر اللہ جہان کے لوگوں کی پروا نہیں رکھتا۔ (حضرت شیخ الہندؒ)۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (پ ۷ ع ۳)

ترجمہ:۔ اللہ نے کعبہ کو جو بزرگی والا گھر ہے لوگوں کے لئے قیام کا باعث کر دیا۔

(مطلب):۔ کعبہ شریف دینی اور دُنیوی دونوں حیثیتوں سے لوگوں کے قیام کا باعث ہے۔ حج و عمرہ تو وہ عبادات ہیں جن کا ادا کرنا براہِ راست کعبہ ہی سے متعلق ہے۔ لیکن نماز کے لئے بھی استقبال قبلہ شرط ہے۔ اس طرح کعبہ لوگوں کی دینی عبادات کے قیام کا سبب ہو گیا۔ پھر حج وغیرہ کے موقعہ پر تمام بلادِ اسلامیہ سے لاکھوں مسلمان جب وہاں جمع ہوتے ہیں۔ تو بے شمار تجارتی، سیاسی، اخلاقی، مذہبی اور روحانی فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

خدا نے اس جگہ کو حرم آمن بنایا۔ اس لئے انسانوں بلکہ جانوروں تک کو وہاں امن نصیب ہے۔ عہد جاہلیت میں جب کہ ظلم و خونریزی اور فتنہ و فساد محض معمولی بات تھی۔ ایک آدمی اپنے باپ کے قاتل سے بھی حرم شریف میں تعرض نہ کر سکتا تھا۔ مادی حیثیت سے انسان یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ کہ اس "وادیٔ غیر ذرع" میں اتنی افراط سے سامانِ خورد و نوش اور نفیس قسم کے پھل اور میوے کہاں سے کھچے چلے آتے ہیں۔ یہ سب انعامات ربانی قیاماً للناس کی زندہ و پایندہ تفسیر ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ علمِ الٰہی میں تو یہ سب کچھ پہلے ہی مقدر ہو چکا تھا۔ کہ نوعِ انسانی کے لئے اسی جگہ سے عالمگیر اور ابدی ہدایت کا چشمہ پھوٹے گا۔ اور مصلح اعظم سید کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مولا و مسکن مبارک بننے کا شرف بھی سارے جہان میں سے اِسی خاک پاک کو حاصل ہو گا۔

ان سب وجوہ کی بناء پر کعبہ کو قیاماً للناس کہا گیا ہے۔ کیونکہ کعبہ تمام روئے زمین کے انسانوں کے حق میں اصلاحِ اخلاق، تکمیلِ روحانیت اور علومِ ہدایت کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور کسی چیز کا قیام اپنے مرکز کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ محققین کے نزدیک قیاماً للناس کا مطلب یہ ہے کہ کعبہ شریف کا مبارک وجود کل عالم کے قیام اور بقاء کا باعث ہے۔ گویا دنیا کی آبادی اسی وقت تک ہے۔ جب تک خانہ کعبہ اور اُس کا احترام کرنے والی مخلوق موجود ہے۔ جس وقت خدا کا ارادہ یہ ہو گا کہ کارخانۂ عالم کو ختم کر دیا جائے۔ تو سب کاموں سے پہلے اسی مبارک مکان کو جسے بیت اللہ شریف کہتے ہیں اٹھا لیا جائے گا۔ جیسا کہ بنانے وقت بھی زمین پر سب سے پہلا مکان یہ ہی بنایا گیا تھا۔

(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

حدیث

بیت اللہ شریف میں ایک نماز کا ثواب، لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

جب کعبہ تعمیر ہو گیا۔ تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا۔ کہ لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ۔ حق تعالےٰ نے یہ آواز ہر طرف، ہر رُوح کو پہنچا دی۔ جس کے لئے حج مقدر تھا۔ اس کی روح نے لبیک کہا۔ وہی شوق کی دَبی ہوئی چنگاری ہے۔ کہ ہزاروں آدمی پاپیادہ تکلیفیں اٹھاتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور لاکھوں مسلمان مختلف ذرائع سفر اختیار کر کے دنیا کے کونہ کونہ سے وہاں آموجود ہوتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ارشاداتِ نبویؐ

(۱) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت اُس وقت قائم ہو گی جب کہ بیت اللہ کا حج موقوف کیا جائیگا (بخاری)۔

(۲) فرمایا کہ میری امت خیر و برکت کی حالت میں رہے گی۔ جب تک کہ اس کعبہ وحرم کی تعظیم کا پورا حق ادا کرتی رہے گی پس جس وقت اس حرمت کو ضائع کر دیگی تو ہلاک ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)

(۳) جب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی عورت بغیر اپنے محرم کے سفر نہ کرے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! میرا نام تو فلاں فلاں جہاد میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے کو نکلی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تو جا۔ اور اپنی بیوی کے ہمراہ حج کر۔ (بخاری)

(۴) جب عائشہ صدیقہؓ نے آنحضرتؐ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو حج کرے اور گناہ و شہوت نفسانی سے محفوظ رہے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ ماں کے شکم سے پیدا ہونے کے دن۔ (بخاری و مسلم)

(۶) فرمایا کہ تو (اے ابن عمرؓ) نہیں جانتا کہ اسلام اپنے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح ہجرت اور اسی طرح حج۔ (مسلم)

(۷) فرمایا حج و عمرہ ساتھ ساتھ ہی کرو۔ کیونکہ وہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو ایسا دُور کرتے ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے سونے اور چاندی کی میل کو دُور کرتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ سوائے بہشت کے اور کچھ نہیں۔

(۸) فرمایا کہ نمازی اور حج و عمرہ کرنے والے اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں۔ (نسائی)

(۹) فرمایا جو حج و عمرہ کے لئے نکلے اور راستہ میں مر جائے، اُس کا حساب و کتاب نہیں لیا جائے گا۔ اور اُسے کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ (طبرانی)

میدانِ عرفات

۹ ذی الحجہ کا دن یوم العرفات کہلاتا ہے۔ حج کا دن اصل یہ ہے۔ اس دن

صبح کو سورج کسی قدر بلند ہو جانے کے بعد منیٰ سے میدانِ عرفات کی طرف قافلے روانہ ہوتے ہیں۔ اور جب عرفات میں پہنچتے ہیں۔ تو سب جمع ہو کر اپنی تمام گزشتہ عمر کے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی چاہتے ہیں۔ خدا کے حضور میں گڑگڑاتے ہیں، روتے ہیں، قصور معاف کراتے ہیں۔ اور آئندہ زندگی کے لئے خدا کے ساتھ اس کی عبودیت بندگی اور اطاعت کا نیا عہد و پیمان باندھتے ہیں۔

یہ تاریخی میدان، اُس تاریخی عہد کی یاد، اُن بزرگوں کے نقشِ قدم اور اُن کی دعا کے مقامات اور تجلیاتِ ربانی کے مناظر، دُور دراز سفر اور ہر قسم کی محنت کے بعد، لاکھوں بندگانِ خدا کا ایک ہی وحدت کے رنگ میں ایک ہی لباس اور شکل و صورت، ایک ہی حالت اور جذبہ میں سرشار، ایک بے آب و گیاہ خشک میدان اور جلے ہوئے پہاڑوں کے دامن میں اکٹھے ہو کر دعا و مغفرت کی پکار، گزشتہ عمر کی کوتاہیوں اور بربادیوں کا ماتم، اپنی بدکرداریوں کا اقرار، اور پھر اس احساس کے ساتھ کہ یہی وہ مقام ہے جہاں ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت سے انبیاء اسی حالت اور اسی صورت میں اور یہیں پر کھڑے ہوئے تھے۔ ایسا روحانی منظر ایسا کیف، ایسا اثر، ایسا گداز، ایسی تاثیر پیدا کرتا ہے۔ جس کی لذت تمام عمر فراموش نہیں ہوتی۔

یہ سفرِ حج درحقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اس کے ذریعہ انسان تجارت بھی کر سکتا ہے۔ علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے۔ جغرافیہ اور سیاستِ علمیہ کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے۔ مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے۔ ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اشاعت مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دے سکتا ہے۔ سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت و انسداد مظالم و فتن اور قلع و قمع کفار و مفسدین و اعلانِ جہاد فی سبیل الحق والعدالت کے لئے بھی وہ ایک بین الملی مرکز و مجمع عموم اہلِ ارض کا حکم رکھتا ہے۔

اصل مقصد تو دینی و اخروی فوائد کی تحصیل ہے۔ مثلاً حج و عمرہ اور دوسری عبادات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور روحانی ترقیات کے بلند مقامات پر فائز ہونا۔ لیکن اس عظیم الشان اجتماع کے ضمن میں بہت سے سیاسی، تمدنی اور اقتصادی فوائد بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے۔ جس میں صرف عشقِ الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور بیجا کا مبداء ہے۔ اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خون ریزی اور سفاکی و ظلم میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی درندگی ہے۔

یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں۔ صرف آہیں ہیں۔ جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کی طرح اٹھتی ہیں صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں، مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں۔ اور ہزاروں سال پیشتر کے عہدِ الٰہی اور راز و نیاز عبد و معبود کو تازہ کر رہی ہیں۔

ہر مومن کو چاہئے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جائے اور ان ایامِ مقدس کے اندر صدقِ دل سے توبہ کرے اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرے یہ بڑا ہی سخت وقت ہے۔ پس توبہ کرو۔ اور اس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈال دو۔ اور تڑپ تڑپ کر وہ سب کچھ مانگو۔ جس کو تمہارا دل چاہتا ہے۔ تم اس کے حضور میں حج کے دن اور عید کی صبح کو جب کہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی، مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ۔ اور گڑگڑا کر دعا مانگو۔

آدابِ حرم مدینہ منورہ

جب مدینہ منورہ نظر آئے تو تین مرتبہ اللّٰہ اکبر کہہ کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ پڑھیں اور حرم مدینہ میں داخل ہو کر انہیں آداب کو ملحوظ رکھیں جو کہ حرم مکہ کے تھے۔

پھر مسجد نبویؐ میں داخل ہو کر نماز ادا کریں اور دعائیں مانگیں بعدہٗ روضۂ اطہر علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و السلام کی طرف رخ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ عَلٰی رَبِّہٖ کہیں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں۔ اور حضورؐ کو سُنا سُنا کر پڑھیں۔ رحمتِ دو عالمؐ آپ کو جواب دیں گے۔ گو آپ نہیں سن سکیں گے۔ بعدہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقؓ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرؓ بْنَ الْخَطَّابِ کہیں۔

اسی طرح ہر روز مسجد نبویؐ میں نماز و دعا اور روضۂ اطہر کے سامنے صلوٰۃ و سلام کو لازم رکھیں۔ اہلِ مدینہ کی تکریم و تعظیم ملحوظ رہے اور دیارِ حبیبؐ میں رہ کر خیرات و صدقات دل کھول کر کریں۔

جب وہاں سے واپس ہونا چاہیں۔ تو مسجد نبویؐ میں دوگانہ پڑھ کر روضۂ اطہر کے سامنے صلوٰۃ و سلام کی پاکیزہ ڈالیاں پیش کر کے روانہ ہوں۔ اور ہر نشیب و فراز میں تکبیر و تسبیح جاری رکھیں۔ یہاں تک کہ جب اپنے قصبہ یا شہر میں پہنچیں تو پہلے مسجد میں جا کر دوگانہ ادا کریں۔ اس کے بعد اپنے گھر میں جائیں۔ مقامی حضرات ان سے مصافحہ کرنے کو غنیمت تصور کریں۔ دعائیں کرائیں۔

اب آپ اس عہد کو نہ بھولیں جو ایامِ حج میں متعدد مقامات اور مختلف اوقات میں اللہ سے باندھا تھا۔ رحمت و مغفرت، عزت و شرافت کی جو امانت بارگاہِ ایزدی سے آپ کو عطا ہو چکی ہے اس کو نہ گنوائیں۔

خدا گواہ، حج کی مشکلات، سفر و مصائب سہہ جانا۔ حج مبرور میں بھی کامیاب ہو جانا، یہ سب کچھ آسان ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص واپس آ کر حج کی شرافتوں کو ضائع ہونے سے بچائے رکھتا ہے۔ تو یہ اُس کا بڑا کمال ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص مدینہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرے گا۔ قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۲) حضرت سعدؓ کہتے ہیں نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جو چیزیں مدینہ کے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

گاہے گاہے باز خواں

تائیدِ ایزدی

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

جارود بن معلیٰ بحرین کے مقتدر رئیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور احکام اسلام خوب سیکھ کر واپس ہوئے۔ اور اپنے قبیلہ عبدالقیس کو تعلیم احکام اسلام دینے میں مشغول ہوئے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حادثہ پیش آگیا۔ منذر بن ساوی بھی بیمار تھے۔ ان کا انتقال بھی کچھ ہی دنوں بعد ہو گیا۔ اور اہل بحرین میں مرتد ہونے کی سمی ہوا جو قبائل عرب میں چل رہی تھی اثر کر گئی۔ بحرین کے دو زبردست قبیلوں میں سے بنی بکر تو مرتد ہو گئے۔ اور انہوں نے نعمان بن المنذر کی قدیم سلطنت کو دوبارہ قائم کر کے منذر بن نعمان کو جس کا لقب غرور تھا۔ بادشاہ بنانا چاہا قبیلہ عبدالقیس تردد میں تھے ان کو یہ خیال تھا۔ کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتے۔ تو ان کی وفات نہ ہوتی۔ جارود بن معلی نے ان لوگوں کو جمع کر کے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی اللہ تعالے نے انبیاء بھیجے تھے سب نے کہا بھیجے تھے جارود نے کہا پھر وہ کہاں گئے۔ سب نے کہا وفات پا گئے۔ جارود نے کہا کہ بس آپ کی بھی وفات ہو گئی۔ جس طرح اور انبیاء کی ہوتی تھی۔ وانا اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ۔ جارود کی اس تقریر کے بعد قبیلہ عبدالقیس تو اسلام پر پختگی سے قائم رہے۔ اس واقعہ سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ غلط فہمی کو رفع کر دینا آسان ہے۔ لیکن تعصب اور ہٹ دھرمی کا علاج زبان سے نہیں ہو سکتا۔

قبیلہ بنی بکر نے مرتد ہو کر سب مسلمانوں کو جو بحرین میں تھے۔ محصور کر لیا۔ اس سخت محاصرے اور بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنے کی حالت میں عبداللہ بن حذف نے ان اشعار کے ذریعہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد بھیجی:-

الا ابلغ ابا بکرٍ رسولاً
ابو بکر کو ہمارا پیغام پہنچا دو
و فتیان المدینۃ اجمعینا
اور مدینہ کے تمام بہادر نوجوانوں کو
فھل لکم الیٰ قومٍ کلامٍ
کہ تمہیں ایسے شریف لوگوں کی امداد کا بھی خیال ہے
نغودا فی جواثا محصرین
جو جواثا میں محصور ہوئے بیٹھے ہیں
توکلنا علی الرحمٰن انا
ہم تو اپنے خدا پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں
وجدنا النصر للمتوکلینا
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ امداد غیبی متوکلوں کیواسطے ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی کو اہل بحرین کے مقابلہ اور مسلمانوں کے چھڑانے کے واسطے مامور فرمایا۔ ان کو بہت سے قبائل جو مرتد ہو گئے تھے خود بخود آکر ملے۔ اور ساتھ ہو لئے۔ علاء نے اسباب اور پانی کے مشکیزے اتارے بھی نہ تھے۔ کہ دفعتہً اونٹوں میں ایسی وحشت پیدا ہوئی۔ کہ جس کی وجہ سے سب کے سب بھاگ گئے۔ اور کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ مسلمان پریشان رہ گئے۔ کوئی سامان پاس نہ تھا۔ دور دور تک پانی کا پتہ نہ تھا۔ سب کو بھوک پیاس سے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ یہ اندیشہ علاوہ بریں تھا۔ کہ ایسی حالت مجبوری میں دشمن آپہنچے۔ تو کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ مسلمانوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان کو ہلاکت سے زیادہ اسلام کو ضعف پہنچنے کا اندیشہ اور رنج تھا۔ حضرت علاء رضؓ نے سب مسلمانوں کو اس غم فکر کی حالت میں دیکھ فرمایا۔ تم لوگ اتنے پریشان اور تائید غیبی سے مایوس کیوں ہو۔ لوگوں نے کہا۔ ہماری پریشانی کی وجہ ظاہر ہے۔ کل کو دھوپ تیز نہ ہو گی کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے حضرت علاء نے فرمایا کہ قسم ہے خدا تعالیٰ کی تم ہلاک نہیں ہو سکتے تم مسلمان ہو۔ خدا تعالے کی راہ میں دین کی امداد کے لئے نکلے ہو۔ تم بالکل مطمئن رہو۔ صبح کی نماز پڑھ کر حضرت علاء نے سب کے ساتھ مل کر دعا کی۔ دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے۔ کہ قریب ہی پانی چمکتا ہوا نظر آیا۔ سب نے خوش خوش خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے خوب پانی پیا۔ اور جو برتن پاس تھے۔ سب کو بھر لیا۔ اور ابھی دن چڑھنے نہ پایا تھا۔ کہ بھاگے ہوئے اونٹ بھی سب کے سب معہ اسباب آموجود ہوئے خدا تعالیٰ نے یہ کرشمہ تائید آسمانی دکھلا کر مسلمانوں کو سمجھا دیا۔ کہ اپنے دین کی اشاعت و استحکام ہم خود کرتے ہیں۔ تمہاری تدابیر و جفا کشی کوئی امر موقوف نہیں ہے۔ تم کو تمہاری سعی اخلاص کا ثواب دینا منظور ہے۔ اور یہ بھی بتلا دیا۔ کہ اگر تم سچے دل سے اسلام کی خدمت گزاری کرو گے تو تائید غیبی تمہارے ساتھ رہے گی۔ اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ (اگر تم اللہ تعالیٰ کی تائید میں کھڑے ہو گے۔ تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ بھی اس لشکر میں تھے۔ انہوں نے پانی کا برتن بھر کر اس جگہ رکھ دیا۔ اور یہاں سے روانہ ہونے کے بعد منجاب بن راشد سے کہا کیا تم اسجگہ کو جانتے ہو جہاں پانی تھا۔ انہوں نے کہا خوب جانتا ہوں۔ جا کر دیکھا تو وہ برتن پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ منجاب نے کہا۔ آج سے پہلے اس موقعہ پر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے اس وجہ سے برتن بھر کر رکھ دیا تھا۔ کہ اس کو آکر دیکھوں گا۔ گر یہ پانی کی جگہ ہے۔ یا کوئی چشمہ ہے تو معلوم ہو جائیگا۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید ہے۔ اور جس طرح من و سلویٰ بنی اسرائیل پر آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ ہمارے لئے بھی من ہے تو معلوم ہو جائے گا۔ اب معلوم ہو گیا۔ کہ یہ من تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے غیب سے امداد فرمائی ہے۔

والحمد للّٰہ علیٰ ذالک

ہمارے دینی مدارس

مدرسہ عربیہ محمود العلوم قدیمی کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۶ر ۷ر ۸ر شوال مطابق ۲۴ر ۲۵ر ۲۶ر مارچ ۱۹۶۱ء بروز جمعہ۔ ہفتہ اتوار۔ زیرِ صدارت و سرپرست شیخ القراء حضرت مولانا الحافظ القاری محمد امیر الدین صاحب مدظلہٗ مہتمم مدرسہ حفظ القرآن کہروڑ پکا ضلع ملتان ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں حضرت العلامہ مفتی محمد نعیم صاحب مدظلہٗ لدھیانوی۔ حضرت مولانا محمد سعید صاحب مدظلہ کبیر والہ۔ مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر اور دیگر مقتدر علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔ سالِ رواں کے کلام پاک حفظ ختم کرنے والے طلباء کی دستار بندی کی جاوے گی۔ رسالہ خدام الدین کے مطالع کرنے والے حضرات سے گذارش ہے کہ مدرسہ جس جگہ پر پہلے قائم تھا۔ اُسی جگہ پر وسط شہر ہی میں موجود ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(عبد الرحمٰن عفی عنہ مہتمم مدرسہ عربیہ محمود العلوم قدیمی خان پور بگا شیر ضلع مظفر گڑھ)

دار العلوم مدنیہ جامع مسجد صادق آباد

کا داخلہ ۵ر شوال المکرم سے شروع ہو کر آخر شوال تک رہے گا۔ دور کے مسافر طلباء کے قیام و طعام بستر چارپائی کتب دوائی وغیرہ کا انتظام دار العلوم کی طرف سے مفت کیا جائے گا۔ حسبِ استعداد تعلیمی مسافر طلبہ کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ داخل ہونے والے طلبہ اِن تواریخ میں آ کر داخل ہوں۔ یا درخواست بنام مہتمم دار العلوم میں بھجوا دیں۔

(احقر عبد الکریم مہتمم)

دو مفت رسالے

تخییر و تبدل اور تورات کی کہانی بائیبل کی زبانی کے لئے نئے سات پیسوں کے ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کریں۔

پتہ :۔ مہتمم دار المبلغین و شعبہ تبلیغ و اشاعت شور کورٹ روڈ ضلع جھنگ

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم

میں نئے سال کا داخلہ ۱۵ر شوال سے شروع ہے۔ مدرسہ ہذا میں مکمل نصاب نظامی کے علاوہ مولوی۔ مولوی عالم۔ اور مولوی فاضل کے امتحانات کی بھی تیاری کرائی جاتی ہے۔ طلبہ کو کتابیں مدرسہ کی طرف سے مہیا کی جاتی ہیں۔ اور طلبہ کی خوراک کا بھی مدرسہ ہی کفیل ہے باہر سے آنے والے طلبہ اپنا بستر ہمراہ لائیں۔ کم از کم پرائمری پاس طالب علم مدرسہ ہذا میں داخل ہو سکتا ہے۔

المعلن :۔ حبیب اللہ۔ مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم چک ۲۹۸/H.R۔ ڈاک خانہ چک ۲۹۷/H.R براستہ فورٹ عباس ضلع بہاولنگر

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی

(کیلئے دعائے صحت کی درخواست)

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری بہت نحیف اور کمزور ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ زبان پر بھی فالج کا اثر ہے۔ احباب سے گزارش ہے۔ کہ نہایت خشوع خضوع سے آپ کی بحالی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

ادارہ

دار العلوم مدنیہ ڈسکہ

کا داخلہ ۱۰ر شوال المکرم سے شروع ہو رہا ہے۔ دار العلوم میں درس نظامی کی مکمل کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ دار العلوم میں شعبۂ حفظ و ناظرہ و اردو بھی قائم کیا گیا ہے۔ بیرونی مستحق طلباء کے کھانے کا انتظام دار العلوم کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ضروریات کا انتظام بھی دار العلوم کی طرف سے ہے دار العلوم میں محنتی لائق اساتذہ کا تقرر کیا گیا ہے علوم عربیہ کے شائقین طلبہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جلد از جلد داخلہ لینے کے لئے دار العلوم میں پہنچ جائیں ورنہ عدم گنجائش کی وجہ سے ہم داخل کرنے سے معذور ہونگے۔

محمد فیروز خاں ثاقب فاضل دیوبند مہتمم۔ ڈسکہ

مدرسہ اسلامیہ صدیقیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں

مدرسہ ہذا کا داخلہ ۷ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ سے ۲۹ر شوال تک رہے گا۔ لہٰذا شائقین حضرات اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

مقامی حضرات بھی جلد از جلد اپنے بچوں کو داخل کرا لیں۔ مدرسہ ہذا میں درسِ نظامی وفاقی نصاب تحتانی درجہ تک اور حفظ قرآن مجید مع التجوید اور ناظرہ قرآن مجید کا قابلِ تعریف انتظام ہے۔ نیز سکول کے لڑکوں کا بھی خاص اہتمام ہے۔ جن کو سکول سے فارغ وقت میں قرآن مجید اور دینی رسائل اور ترجمہ قرآن بھی پڑھایا جاتا ہے۔

محمد یوسف دامانی غفرلہ

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا آپ کا دینی، ملی اور مذہبی فریضہ ہے۔ اسے خود پڑھیے اور اپنے احباب کو اس کے پڑھنے کی ہدایت کیجئے

بقیہ :

محبتِ رسولؐ

(صـ۱۹ سے آگے)

چچا کی جان بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو۔ اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلے میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ زید نے کہا۔ ہاں میں نے ان میں (حضورؐ کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی۔ جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ جواب سُنا۔ تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ (خمیس)

ف

حضرت زید اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز و اقارب کو غلامی پر قربان کر دینا جس محبت کا پتہ دیتا ہے۔ وہ ظاہر ہے ؟

بارگاہِ ایزدی میں

محمد عبدالحلیم عابدؔ

تری صبح کی تجلّی، تری شام کا نظارہ — مرے دل پہ کر چکا ہے ترا راز آشکارا
کبھی طور پر گیا تھا تجھے دیکھنے کی خاطر — کبھی آگ میں گرا تھا مرے شوق کا شرارہ
کبھی خانقاہ جا کر، کبھی دیر یا حرم میں — مری شورشِ جگر نے تجھے ہر جگہ پکارا
کبھی ڈھونڈتی پھری ہے اسی ارض و آسماں میں — تری رحمت و کرم کا مری زندگی سہارا
کبھی میں بھٹک گیا تھا کبھی آیا راہ پر بھی — ترے قدسیوں نے آکر مجھے جب کیا اشارا
کبھی سوزشِ مسلسل کبھی اضطرابِ پیہم — کبھی آتشِ نوا سے مرا دل ہے برق پارا

تری بارگہ میں یا رب ہے یہی دعائے عابدؔ
کبھی کہکشاں پہ چمکے مری زیست کا ستارا

معذرت چار دن پریس بند رہنے کی وجہ سے پرچہ دیر سے شائع ہو رہا ہے آئندہ انشاء اللہ وقت پر شائع ہوا کریگا۔ (مینجر)

بقیہ:

عالمگیر اجتماع کی تیاریاں

(صلا سے آگے)

اطراف میں ہیں۔ میں ان کو حرام کرتا ہوں۔ نہ یہاں کا شکار ذبح کیا جائے اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے۔

(۳) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ خدا نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ ملائکہ مدینہ کے محافظ ہیں۔ اس میں طاعون اور دجّال نہ آسکے گا۔

(۴) (بروایت حضرت ابوہریرہؓ) مجھے ایسے شہر کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو تمام شہروں پر غالب ہے۔ وہ اس طرح ناپاک لوگوں کو نکال دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو۔ (مشکوٰۃ)

(۵) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص حج کے واسطے آیا۔ اور پھر اس نے میری زیارت بھی کی تو گویا اس نے مجھ کو حیات میں دیکھ لیا۔

(۶) مسجد نبویؐ میں ایک نماز کا ثواب دیگر مساجد کی نماز سے پچیس ہزار کے برابر ہوتا ہے ٭

بقیہ:

جنّت کی تمنّا

(صلا سے آگے)

(الحج آیت ۴۱)۔

ترجمہ:۔ وہ لوگ اگر انہیں دنیا میں حکومت دے دیں۔

(۱) اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ۔ (تو نماز کی پابندی کریں۔)

(۲) وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ۔ (اور زکوٰۃ دیں)

(۳) وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ (اور نیک کام کا حکم کریں۔)

(۴) وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط (اور برے کاموں سے روکیں۔) (الحج آیت ۴۱)

(۱۰) نیکو کار

اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُحْسِنِیْنَ ؔ

(الذٰریٰت آیت ۱۶)۔

ترجمہ:۔ بے شک وہ اس سے پہلے نیکو کار تھے۔

یعنی ان کے جنّت جانے کی وجہ ایک یہ خوبی تھی۔

(۱۱) رات کا اکثر حصّہ عبادت میں گزارنیوالے

کَانُوْا قَلِیْلاً مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ ؔ

(الذٰریٰت آیت ۷)۔

ترجمہ:۔ وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے۔

(۱۲) سحر کیوقت اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والے

وَ بِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ٥

(الذٰریٰت آیت ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور آخر رات میں مغفرت مانگا کرتے تھے۔

(۱۳) محتاجوں کی خبر گیری کرنے والے

وَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ٥ (الذٰریٰت آیت ۱۹)۔

ترجمہ:۔ ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۔

یعنی زکوٰۃ کے علاوہ بھی انہوں نے اپنی کمائی کا ایک حصّہ محتاجوں کی خبر گیری کے لئے مقرر کر چھوڑا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ آمین ٥

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

جنّت کی ___ تمنّا

جنت ایمان دار متقیوں کے لئے ہے اب جنّت کے حصول کے لئے ہر مؤمن کا فرض ہے کہ اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرے جو متقیوں کے شایانِ شان ہیں۔

متقیوں کے اوصاف

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

(آل عمران آیت ۱۳۳ - ۱۳۶ ع ۱۴)

ترجمہ:- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے۔ جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں۔ اور سوائے اللہ کے اور کوئی گناہ بخشنے والا ہے؟ اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں۔ اور وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں بخشش ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

حاصل کلام

جب کہ جنت پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے تو اب جنت کی خواہش رکھنے والوں کو اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرنے چاہئیں جو پرہیز گاروں کے بیان کئے گئے ہیں۔ اور انہیں متقی اور پرہیز گار بن کر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ ان کی ساری تگ و دو نیکی کے کاموں اور ان میں مسابقت کی طرف ہونی چاہیئے تاکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

متقی کون ہے؟

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو ایمان والا ہو۔ شرک سے دُور بھاگنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق عمل کرنے والا ہو۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں "متقی وہ ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے دُور رہے اور اس کے فرائض کو بجا لائے"۔ (ابن کثیرؒ سورہ بقرہ آیت ۲)

حضرت مولانا محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔ قول حضرت:۔

"متقی اس کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں ایسی چیز سے محفوظ رکھے جو اسے آخرت میں ضرر رساں اور تکلیف دہ ثابت ہو"۔

مثلاً

سود لینا حرام ہے۔ اس کا لینا آخرت میں ضرر رساں ہے۔ اب متقی اس سے کنارہ کرے گا۔ یا ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرنا۔ (رشوت، چوری، غصب، بیوپار میں دھوکہ وغیرہ) حرام ہے اور آخرت میں ضرر رساں ہے۔ اب متقی ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے سے بچے گا۔ علیٰ ہذالقیاس۔

(۱) نیک کاموں میں خرچ کرنے والے

سُکھ اور دُکھ، صحت اور مرض، وسعت اور تنگی غرض کوئی حالت بھی ہو متقی لوگ حسب المقدور نیک کاموں میں دوسروں کی بھلائی کی خاطر خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(۲) غصّہ ضبط کرنے والے

یعنی جب غصہ آئے تو اس طرح پی جاتے ہیں کہ اس کا اظہار تو الگ رہا، چہرہ پر غصّہ کے آثار تک ظاہر ہونے نہیں دیتے۔

غصّے کا ضبط کرنا کوئی معمولی بات نہیں یہ بڑے دل گردے کا کام ہے اور اصل میں غصّہ پی جانے والا ہی پہلوان ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑتا ہے۔ بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھتا ہے۔

نیز

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپؐ نے فرمایا۔ غصّہ نہ کیا کر۔ اس نے چند بار یہی سوال دُہرایا لیکن حضورؐ نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری۔ کتاب الادب)

قرآن کریم اور حدیث شریف کے اس حکم کا عملی نمونہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگیٔ مبارک سے ملتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو پیہم گالیاں دینی شروع کیں۔ آپ نے صرف اس قدر جواب دیا۔ کہ "میں اور میرے بھائی عالی نسب ہیں"۔ پھر خاموش ہو گئے۔ (سیر الصحابہ اعظم گڑھ)

حدیث

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ (کسی چیز کا) کوئی گھونٹ نہیں پیتا جو خدا کے نزدیک غصہ کے گھونٹ سے بہتر ہو۔ جسے وہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے پیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث

غصّہ ایمان کو خراب کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(۳) لوگوں کو معاف کرنے والے

دوسرے پر غصہ آئے اور خصوصاً اس وقت جب کہ دوسرا شخص کمزور ہو تو صبر اور تحمل سے کام لے کر معاف کر دینا بڑی ہمت کا کام ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرت) موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! تیرے بندوں میں کون تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ شخص جو (انتقام کی) قدرت رکھنے پر لوگوں کو معاف کر دے۔ (مشکوٰۃ)

ے بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا
(سعدیؒ)

(یعنی بدی کا بدلہ بدی سے لینا آسان ہے۔ اگر تو بلند ہمت مرد ہے تو برائی کے عوض بھلائی کر۔)

اور سچی بات تو یہ ہے کہ برائی کے عوض بھلائی کرنے سے دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۴)۔

ترجمہ:۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ہ (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۴)۔

ترجمہ:۔ پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہو گا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔

(۴) گناہ یا ظلم کا تدارک کرنے والے

بتقاضائے بشریت ان سے کوئی گناہ کا کام سرزد ہو جائے۔ یا دوسروں پر زیادتی اور ظلم کر بیٹھیں تو فوراً رجوع الی اللہ کرتے ہیں۔ اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ ایک بار گناہ یا ظلم کر کے دوبارہ کرنے پر دلیر نہیں ہو جاتے۔ بلکہ فوراً تائب ہو کر اپنی حالت سدھار لیتے ہیں۔

حدیث

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ جس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ میں گناہوں کے بخشنے کی پوری قدرت رکھتا ہوں۔ تو میں اس کو بخش دوں گا۔ جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے (مشکوٰۃ)۔

حدیث

خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا جائے۔ (مشکوٰۃ)

(۵) نیکی کرنے والے

ہر نیک کام میں مستعد رہتے ہیں۔ اور نیکی کرنے والوں کی مزدوری کیسی اچھی ہے کہ انہیں جنت ملے گی۔

متقیوں کے دیگر اوصاف

(۱) غیب پر ایمان لانا

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ۔

(البقرہ آیت ۳)۔

ترجمہ:۔ جو بن دیکھے (خدا پر) ایمان لاتے ہیں۔

(۲) نماز کے پابند

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ (البقرہ آیت ۳)۔

ترجمہ:۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔

(۳) انفاق مال کرنے والے

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ہ

(البقرہ آیت ۳)۔

ترجمہ:۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۴) قرآن کو اللہ کی سچی کتاب ماننے والے

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

(البقرہ آیت ۴)۔

ترجمہ:۔ اور ایمان لاتے ہیں اس پر جو اُتارا گیا آپ پر۔

(۵) سابقہ کتابیں اور صحیفے جو انبیاء علیہم السلام پر اُترے انہیں برحق ماننے والے

وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔

ترجمہ:۔ اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ (اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں)۔

مسئلہ

"ایمان سچا سمجھنے کو کہتے ہیں عمل کرنا دوسری بات ہے۔ پس جتنی کتابیں اللہ نے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل کی ہیں، سب کو سچا ماننا فرض اور شرط ایمان ہے۔ یعنی یوں سمجھے کہ اللہ تعالےٰ نے جس طرح نازل فرمائی تھیں وہ صحیح ہیں۔ خود غرض لوگوں نے جس قدر اس میں تبدل و تغیر کر دیا ہے وہ غلط ہے۔ رہ گیا عمل۔ سو وہ صرف قرآن پر ہو گا۔ پہلی کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ اس لئے ان پر عمل جائز نہیں۔" (بیان القرآن)

(۵) آخرت پر یقین رکھنے والے

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ہ

(البقرہ آیت ۴)

ترجمہ:۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

(۶) قرآن کریم کی تلاوت کرنیوالے

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللهِ

(فاطر آیت ۱۹)۔

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ سے ڈرنیوالے

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

(الانبیاء آیت ۴۹)۔

ترجمہ:۔ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔

(۸) قیامت کا خوف رکھنے والے

وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ہ

(الانبیاء آیت ۴۹)۔

ترجمہ:۔ اور قیامت کا خوف رکھنے والے ہیں۔

(۹) صاحب اقتدار ہو کر دین پر چلنے والے

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ

(باقی صہ ۱۴ پر)

جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر بی اے بی ٹی

خدا بخش کا عبرت ناک خواب

(۱۱)

کل کی بات ہے۔ کہ رات کے کسی حصے میں میں نے ایک نہایت ہیبت ناک مگر نتیجہ خیز خواب دیکھا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ اس خواب کے اثرات میرے آئندہ شام و سحر پر ہمیشہ کے لئے نظر آتے رہیں گے۔ مگر حافظہ کی کمزوری اور ضعفِ پیری کے سبب سے خدشہ ہے۔ کہ مرورِ ایام ہی اس خواب کے چند جزئیات فراموش کر دوں یا زندگی کے باقی مشاغل ان خطوط و نقوش کو دھندلا نہ کر دیں۔ جو آج میرے ذہن میں ہر طرح محفوظ ہیں۔ لہٰذا میں ان کو سپردِ قلم کر دینا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔ بلکہ اس خواب کا ضبطِ تحریر میں لانا اور اس کی عام اشاعت کرنا بھی میرے نزدیک نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ خواب تمام انسانی معاشرے کے لئے تازیانہ عبرت کا کام دے سکتا ہے اور پھر رویائے صادقہ کی الہامی حیثیت سے اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کو بھی انکار نہیں ہے۔ قرآن عزیز میں احسن القصص کی حسن ابتداء کا دار و مدار ہی خواب پر ہے اور پھر سیدنا یوسف علیہ السلام کے پیغمبرانہ کمالات میں سے تعبیر خواب کا ایک نمایاں معجزہ کی صورت اختیار کرنا۔ عالم رویا کے اثرات دقائق کو اور بھی بلند کر دیتا ہے۔ مقام کی مناسبت کے لحاظ سے خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیمؑ کے تاریخی خواب کا نام لینا بھی بڑی سعادت کا حامل ہے۔ خیر! خواب کی حقیقت انسانی حیات پر اپنا پورا پورا اثر رکھتی ہے۔ اور اس کے لطائف غیبیہ و شہودیہ سے وہی لوگ واقف ہیں۔ جو قلب سلیم کی دولت سے مالا مال ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اب میں ناظرین کی خدمت میں اپنا خواب من و عن پیش کرتا ہوں۔

خواب

قیامت۔ قیامت کی آواز کانوں میں آئی تو میں نے معاً آسمان کی طرف دیکھا اور پھر زمین کی طرف نگاہ ڈالی۔ تو اتنے میں میرے ہوش و حواس باطل ہو چکے تھے۔ ارض و سما کی ہر چیز ایک خاص انداز سے تغیر پذیر ہو چکی تھی۔ اور خدا جانے اولاد آدم کا ٹڈی دل کہاں سے آ گیا تھا۔ ہاں ان کی دہشت کا یہ عالم تھا۔ کہ وہ پروانوں کی طرح ہر طرف منتشر نظر آتے تھے۔ اور سب پر بیخودی کی حالت طاری تھی۔ اب دیکھتے ہی دیکھتے اعمالنامے ملنے شروع ہو گئے۔ آناً فاناً میں ہر شخص کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا۔ اور میرے بائیں ہاتھ میں بھی ایک اچھا خاصہ پلندہ تھا۔ دیکھتا ہوں کہ فرشتے اکثر لوگوں کو جہنم کے دروازے پر ہانک کر لے جانے لگے۔ اور مجھ کو بھی ان کی قطار میں کھڑا کیا گیا۔ باری باری ہر شخص اپنے گناہ کا اعتراف کرتا جاتا تھا اور فرشتے باذن اللہ اس کو دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پھینکتے جاتے تھے۔ اب میں آپ کے سامنے صرف ان لوگوں کے بیانات کا ذکر کروں گا۔ جن کو میں ذاتی طور پر پہچانتا تھا۔ اور انہوں نے میری موجودگی میں اقبال جرم کیا۔ بعد ازاں میری باری آئی اور مجھ کو بھی اعتراف عصیاں کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ اور آخر کار مجھ کو بھی دوزخ میں دھکا دیا گیا۔ جس پر میری آنکھ کھل گئی۔ سب سے پہلے جس شخص کو پیش کیا گیا۔ وہ مولوی خیر الٰہی تھا۔ اور اس نے اپنے جرائم کا اعتراف ان الفاظ سے شروع کیا۔ "حضور! میرا نام خیر الٰہی ہے میں بلاکم و کاست اپنے اعمال بد کا اعتراف کرتا ہوں۔ میرے اعمال نامے میں ایک لفظ بھی غلط نقل نہیں کیا گیا۔ میرے آباؤ اجداد میں شاید ہی کوئی ایسا ہوگا۔ جو حافظ قرآن اور عالم دین نہ ہو۔ صدیوں سے مفسرین، محدثین، فقہاء اور حکماء ہمارے خاندان میں چلے آتے تھے۔ دین کی بے لوث خدمت کا جذبہ ہمارے بزرگوں کا ایک امتیازی نشان تھا۔ علاوہ ازیں ایسی برگزیدہ ہستیاں بھی اس سلسلے میں رہ چکی تھیں۔ جن کے مریدین تک میں بھی بڑے بڑے صاحب کمال صوفیائے کرام موجود تھے۔ اور میری اپنی ہوش تک یہ علمی و روحانی سعادت ہمارے خاندان کا طغرائے شرف بنی رہی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ میرے والد مرحوم نے میری اور میرے بھائیوں کی تعلیم و تربیت کا دار و مدار دینی کتب پر ہی رکھا تھا۔ ہم سب بھائیوں نے دیوبند کے دارالعلوم سے تمام علوم متداولہ کی سندیں حاصل کیں۔ اور تقریباً ابتدائی تیس سال نہایت متدین علمائے کرام کی فردوسی صحبتوں میں گذارے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہم سب بھائیوں کی یکے بعد دیگرے نہایت شریف گھرانوں میں شادیاں ہوئیں۔ میرے باقی دو بھائی آج تک دینی مدارس میں بطور معلمین دین حنفہ کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ مگر ہائے قسمت میں اپنی شادی کے چند سال بعد اس طرح سے دنیا فراہم کرنے میں منہمک ہو گیا۔ کہ میرے ذہن سے فقہی مسائل کی دلچسپیاں احادیث مقدسہ کی نورانی صحبتیں اور باقی فنون کی کتابوں کی تحقیقی بحثیں یکسر اتر گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ میں آج کے دن تک پانچ وقت نماز پڑھتا رہا ہوں۔ مگر برسوں سے میری نماز بالکل بے روح ہو چکی تھی۔ میں نے اپنے مختصر سرمایہ سے تجارت کے چند کاروبار شروع کر رکھے تھے۔ عین نماز کے وقت میرے دل و دماغ پر وہی خیالات مسلط رہتے تھے۔ جو دوکان پر بیٹھے ہوئے۔ میرے ذہنی استغراق کا باعث بنتے تھے میری نماز کی طوالت اور میرے ذوق عبادت کا اس سے اندازہ کر لیجئے۔ کہ میں کئی برسوں سے بغیر شعوری طور پر الحمد شریف کے بعد سورۂ کوثر یا سورۂ اخلاص پڑھنا شروع کر دیتا تھا نماز میں تعدیل ارکان سے بے احتیاطی میری طبیعت ثانیہ بن چکی تھی دعائے مسنونہ کے لئے ادھر ہاتھ اٹھے اور ادھر ان کو منہ تک لے کر دوکان کی راہ لیتا تھا۔ ناظرین کرام کو ہرگز ہرگز اس دہشت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جس کے زیر اثر خیر الٰہی اپنے اعمال بد کا اعتراف کر رہا تھا۔ اب اس کا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اس کی حالت ہی کہہ رہی تھی۔ کہ اس بیان کے بعد اس کو جہنم میں دھکیلا جائے گا۔

ہائے افسوس! دنیا کی اس حرص و آز نے ہی میرے دینی وجدان کو کلیتہً فنا کر دیا تھا اسلامی جذبات سے میرے دل و دماغ کو اب دور کا واسطہ بھی نہیں رہا تھا۔ میں رات دن اپنی تجارت کے فروغ میں لگا رہتا تھا۔ اس وقت میری اولاد بھی بڑھ رہی تھی۔ بڑا لڑکا چھ سال کا ہو چکا تھا۔ اس لئے اس کو ایک پرائمری سکول میں داخل کرا دیا۔

اس کے دو سال بعد اس کے چھوٹے بھائی کو بھی اُسی مدرسے میں چھوڑا۔

الغرض اسی طرح میں نے اپنے چار لڑکوں اور پانچ لڑکیوں کو قرآن پاک کی بجائے سکولوں اور کالجوں میں انگریزی تعلیم دِلانا شروع کر دی۔ اگرچہ میرے لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق و کردار دن بدن اسلامی شعار کے خلاف ہوتے جاتے تھے۔ مگر میں ان کو روکنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ میرے دل میں شیطانِ رجیم نے یہ یقین پیدا کر دیا تھا۔ کہ دنیا میں ترقی اور عزت کا ذریعہ فقط یہی ہے کہ اپنی ساری اولاد کو سکولوں اور کالجوں میں اعلیٰ تعلیم دلائی جائے۔ لہٰذا میں نے اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم میں نہایت بلند معیار پر لے جانے کا مکمل تہیہ کر لیا تھا۔ کبھی کبھار میرے دل میں خیال آتا تھا کہ کہاں وہ قرآن حکیم اور حدیثِ پاک کی نورانی تعلیمات اور مساجد کا پاکیزہ ماحول اور کہاں سکولوں اور کالجوں میں بے دینی کا غلبہ ..... اور اسوۂ رسولِ خدا سے بغاوت۔

مگر یہ خیال صرف ایک لمحے کے لئے میرے دل میں گزرتا تھا۔ اور پھر مہینوں تک معدوم رہتا تھا۔ گرد و پیش میں اپنے ہمسایوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو دیکھتا تھا۔ کہ وہ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور بعض لوگوں کے بچے سرکاری دفاتر میں اعلےٰ ملازمتیں حاصل کر چکے تھے۔ تو میرے دنیاوی لالچ میں اور بھی اضافہ ہوتا تھا۔ اور اپنی دُھن میں سرگرداں پھرتا تھا۔ گاہے گاہے ماضی کے بیتے ہوئے مبارک ایام یاد آتے۔ تو مجھ کو خیال آتا تھا۔ کہ لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں بھیجنا اسلامی غیرت کے خلاف ہے اور اِدھر لڑکوں کو بھی صرف دُنیوی تعلیم دلانا سراسر لادینی ہے۔ تو اُس وقت میرے دماغ میں ہزاروں طرح کے عذراتِ لنگ پیدا ہوتے تھے۔ جو مجھ کو شیطان کے قدموں پر چلنے میں مدد دیتے تھے۔ میری لڑکیاں میری موجودگی میں بازاری عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کرتیں۔ ناول اور افسانے پڑھتیں اخبارات، رسائل جن میں مرد و زن کی برہنہ تصاویر ہوتی تھیں اکثر ان کے ہاتھوں میں رہتیں۔ مگر میں کچھ ایسا بے حیا ہو گیا تھا کہ اِن چیزوں کو دورِ حاضرہ کے لوازماتِ زندگی اور ہر طرح کی ترقی کے بہترین ذرائع سمجھتا تھا۔

اگرچہ ابتداء میں میرا خیال تھا کہ دینی تعلیم کا انتظام میں گھر پر ہی کرونگا مگر آج اعتراف کرتا ہوں کہ میری اولاد میں جہاں لڑکے اور لڑکیاں بی۔ اے اور ایم، اے بھی موجود ہیں۔ وہاں ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے۔ جس کو ایک آیت کا بھی پورا ترجمہ یاد ہو۔ حقیقت میں سکولوں اور کالجوں کے مضامین کی تیاری اور پھر اپنی سج دھج کا احساس بچوں کو اس چیز کا موقعہ ہی نہیں دیتا تھا کہ وہ میرے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ سیکھ سکیں۔

محلے میں ہندو، سکھ، عیسائی اور باقی متموّل مسلمان بھی اسی ڈگر پر چل رہے تھے۔

یہی وجہ تھی۔ کہ اسلامی تعلیم کے انوار و فیوض اور فکرِ آخرت کا مبارک خیال میرے دل میں پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ میں اپنے لڑکوں کے اخلاق کا کیا ذکر کروں۔ وہ تو ہر قسم کی محفلوں میں آتے جاتے ہی تھے۔ میں اپنی لڑکیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ کہ جب وہ برقع پہن کر گھر سے نکلتی تھیں تو یہ سب کچھ صرف مجھ کو ہی بیوقوف بنانے کے لئے کیا جاتا تھا۔ ورنہ مجھ کو یقین ہو چکا تھا۔ کہ ان کا سنِ بلوغت کے بعد اس بے حیائی کے دور میں گھر سے باہر قدم رکھنا ہر لحاظ سے شریعتِ طاہرہ کے اصولوں کے منافی ہے۔ مگر میرے ضمیر پر بے غیرتی کے پردے پڑ چکے تھے۔ اور میں اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ محلے کی باقی نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کی بد اخلاقی کے چند تذکرے بھی سُن چکا تھا۔ مگر میں اپنے گھر کی حالت پر یُونہی کچھ مطمئن سا تھا۔ حالانکہ یہ ساری کی ساری شیطان لعین کی فریب کاریاں تھیں۔

ہائے ہائے! یہ جہنم ہے۔ میں اب پوچھتا ہوں کہ مجھ کو یہاں کیوں لائے ہیں؟

فرشتہ:۔ ایسے سوال نہ کرو۔ بلکہ اپنے اعمال بیان کرو۔

خیر الٰہی:۔ حضور! میں اپنی اولاد کا ذکر کر رہا تھا۔ واحسرتا! مجھے اپنی دیّوثی اور بے غیرتی کا دل سے اقرار ہے۔ اُس دن کے تاثرات میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔ جب ایک شخص نے میری ایک لڑکی کا فوٹو مجھ کو لا کر دیا۔ اِس فوٹو کے ہمراہ کالج کی دو اور جوان لڑکیوں کی تصاویر بھی شامل تھیں۔ میں یہ دیکھ کر بے خود سا ہو گیا۔ مگر پھر بھی میں نے عبرت کی راہ اختیار نہ کی۔ بعدازاں میں نے ایک دن اپنی دوسری لڑکی کی ایک کتاب اٹھائی۔ اس میں ایک رقعہ تھا۔ جو کہ اُس کے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہُوا تھا۔

(وائے زبوں حالی! میں کیا بیان کرنے لگا ہوں۔ اے خدا میں مجرم ہوں۔ اور جرم کی نوعیت کے لحاظ سے جہنم ہی میرا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔)

اس میں میری لڑکی نے اپنے کسی

....

اے اللہ! میں اپنے حیا باختہ ہونے کو مانتا ہوں اور بیان کرتا ہوں کہ اس حیا سوز واقعہ کے بعد بھی میں اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کو باقاعدہ سکولوں اور کالجوں میں بھیجتا رہا۔

میری دو لڑکیاں ہیڈ مسٹرس بن گئیں اور دو ائر ہوسٹس کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ ملازمت میں داخل ہوتے ہی انہوں نے پردے کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ وہ نہایت بیباکی سے ہر شخص سے ملتی ہیں۔ اور سب کے ہاں رات دن آتی جاتی ہیں۔

لڑکوں میں سے ایک بنک میں ملازم ہے۔ ایک امریکہ گیا ہُوا ہے۔ اور ایک اپنے شہر میں وکالت کر رہا ہے لیکن میں شہادت دیتا ہوں کہ اُن سب کی زندگی کتاب و سنّت کے بالکل منافی ہے۔ بلکہ ان کو بڑی حد تک اسلام کی ہر چیز سے نفرت ہے۔ لہٰذا میں اپنی بدکرداری کا انجام سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔

(ابھی یہ مجرمانہ اعتراف اس کی زبان پر ہی تھا۔ کہ قادرِ مطلق کے حکم سے اس کی تمام لڑکیاں اور لڑکے اس کے سامنے لا کر کھڑے کئے گئے۔ اور وہ سب کے سب داورِ محشر کے سامنے چلا چلا کر عرض کرنے لگے۔ کہ یا الٰہی ہم بے گناہ ہیں۔ ہمارے والدین نے ہم کو ایسی تعلیم دی۔ جس کے بدلے میں آج ہم دوزخ کے

بچوں کا صفحہ:-

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب سہارنپوری

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے۔ بنو قین نے قافلہ کو لوٹا جس میں زیدؓ بھی تھے۔ ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا تو انھوں نے زید کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔

زیدؓ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیئے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے۔ وہ زیدؓ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ اکثر جو اشعار پڑھا کرتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے:-

"میں زید کی یاد میں روتا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے تاکہ اس کی امید کی جائے یا موت نے اس کو نمٹا دیا۔ خدا کی قسم! مجھ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید کسی نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں۔ ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ جب بھی مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو ہوتی ہے۔ جب بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میرا فکر کس قدر طویل ہو گیا۔ میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہیں اکتاؤں گا۔ اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں میں کبھی بھی نہیں اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خبر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے خواہ کتنی امیدیں لگائیں مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔"

غرض یہ اشعار وہ پڑھتے تھے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا۔ شعر سنائے، ان کی یاد و فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں، خیریت سے ہوں۔ تم غم اور صدمہ نہ کرو۔ میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ تحقیق کی پتہ چلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا۔ اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی تم خود قیدیوں کو رہا کرتے ہو، بھوکوں کو کھانا دیتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں۔ ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ زید کی طلب میں ہم لوگ آئے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا۔ بس اتنی سی بات ہے۔ عرض کیا کہ بس حضور یہی غرض ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کو بلا لو اور اس سے پوچھ لو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا۔ یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زیدؓ بلائے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم ان کو پہچانتے ہو؟ زید نے عرض کیا۔ جی ہاں پہچانتا ہوں۔ یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو۔ ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا حضور! میں آپ کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں۔ آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور (بقیہ بر صفحہ ۱۳)

سورۂ فاتحہ

اچھے بچو! اگر تم نماز پڑھتے ہو تو تمہیں سورۂ فاتحہ ضرور یاد ہوگی۔ سید شمیم اختر نے اس کا اردو میں ترجمہ نظم کی صورت میں کیا ہے۔ اسے بھی پڑھو۔

کروں ابتدا لے کے خالق کا نام
کہ رحمت ہے اس کی پئے خاص و عام
وہی لائق حمد ہے اے زباں
وہی دونوں عالم کا روزی رساں
شب و روز جاری ہے اس کی عطا
نہیں رحم کی کچھ حد و انتہا
نہ مایوس ہو جو گنہگار ہے
وہ روزِ قیامت کا مختار ہے
خدایا ہے معبود تو ہی مرا
تجھی کو سمجھتا ہوں حاجت روا
میں کج رو ہوں وقفِ کرم رکھ مجھے
رہِ دیں پہ ثابت قدم رکھ مجھے
ہو یارب مجھے راہ ان کی حصول
تری نعمتوں کا تھا جن پر نزول
ہے ان کی روش سے مجھے اجتناب
ہمیشہ ہوا جن پہ تیرا عتاب
غرور و تکبر میں سرشار تھے
جو گمراہیوں میں گرفتار تھے

خدام الدین لاہور   ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

ایڈیٹر	شرح چندہ	منظور شدہ	رجسٹرڈ ایل
عبید اللہ انور	سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے سہ ماہی تین روپے	محکمہ جیل مغربی پاکستان	نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ / ۲۷ / ۲۴۸ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا